Registered

L. No. 89

# نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۲) | مطبوعہ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء بروز جمعہ | جلد (۳۲)

## گلدستۂ اخبار

۲۳ اکتوبر کو چیفو کے نامہ نگار نے خبر دی ہے کہ ۲۰ ستمبر کو بعض چینی پورٹ آرتھر سے نکلے تھے وہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ پورٹ آرتھر میں سخت جنگ ہوتی رہی ہے۔ ان اوقات میں اکثر روسی لوگ ہی حملہ آور تھے۔ انکا منشا تھا کہ اُن بھاری توپوں کو چھین لیں جو جاپانیوں نے گرد و نواح میں نصب کر رکھی ہیں۔ چینی تو وارد کہتے ہیں کہ ہر چند روسیوں نے بہت کوشش کی گر انکا ان توپوں کو نہیں لے سکے ❊ **جاپانی گورنمنٹ** آٹھ ملین سٹرلنگ یا قریب بارہ کروڑ روپیہ اپنے ہی ملک کے ساہوکاروں سے لیگی پانچ فیصدی سود پر۔ اور امید ہے کہ قرضہ ضرورت سے بھی بڑھکر انکو اپنے ہی ملک میں ملجاویگا ❊ **لائیل پور** کا نیا ضلع بحکم وزیر ہند بہادر منظور ہو گیا ہے۔ اس ضلع میں لائیل پور ٹوبہ ٹیک سنگھ اور سمندری تین تحصیلیں ہیں۔ **گورنمنٹ عالیہ پنجاب** نے امرتسر کے جدید جیلخانہ تعمیر کرنے کا حکم نافذ کر دیا ہے اس میں مضبوطی اور گنجائش پہلے جیلخانہ کی نسبت زیادہ ہوگی ۱۸۵ ہزار ۹ سو بیالیس روپیہ خرچ ہوگا۔ **لالہ موتی رام** پلیڈر ملتان نے سولہ سالہ بیوہ دختر کی شادی کی۔ دولہا ۲۲ سالہ لائق جوان ہے۔ **دہلی میں** دھرم پال جی مصنف ترک اسلام پر نالش دائر کرنیکی اجازت کے لئے جو درخواست مسلمانوں نے دی تھی وہ نامنظور ہوئی۔ **امسال** ہند خاص میں یکم اپریل سے ۳۱ اگست تک گذشتہ سال کے اس عرصہ کی بہ نسبت ۱۲۷۸۱۵۰ من نمک زیادہ نکلا۔ امرتسر اور لاہور کے درمیان بھی ریلوے سڑک دو چند کر دیجائیگی ❊ **کولار میں** چیمپین کی کانوں سے ماہ ستمبر میں ۱۷۹۹۷ اونس سونا نکلا۔ **بمبئی** میں گریوز کاٹن کمپنی کے ۹ ہزار کاریگر کام چھوڑ کر بیٹھ گئے۔ انکی اجرت میں اصلاح کی گئی تھی۔ **کلکتہ** میں جوالا پرشاد سنگھ اور گیارہ ڈاکوؤں کو سات سات سال کی قید ہوئی۔ انہوں نے تین چار لاکھ روپیہ لوٹا تھا ❊ **۳ اکتوبر کی** خبر سکاروف بتلاتے ہیں کہ جاپانی فوجیں موکڈن کے جنوب کو برابر بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ انکا ہراول فنگ شیاپو میں قائم ہے۔ یہہ مقام موکڈن سے نہایت ہی قریب ہے ❊ **جنگ کی بابت** خبریں آجکل ایک دوسرے کے مخالف ہیں جن سے کوئی پختہ پتہ نہیں لگ سکتا بعض کے رو سے جاپانی غالب نظر آتے ہیں بعض کے رو سے روسی۔ **بیرن** کومارہ صاحب جاپان کے وزیر خارجہ ہیں۔ انہوں نے یہہ بات فرض کر لی ہے کہ پورٹ آرتھر آج نہیں تو کل ضرور سر ہو جائیگا۔ وہ اب جاپانیوں کے قبضے سے چھوٹ نہیں سکتا چنانچہ بیرن کومارہ صاحب نے تمام دیگر طاقتوں کے نام ایک سرکلر نافذ کر دیا ہے کہ درصورت فتح ہو جانے پورٹ آرتھر کے جاپان کا برتاؤ اس بندرگاہ کے ساتھ کیا ہوگا۔ **جاپانی وزیر اعظم** فرماتے ہیں کہ پورٹ آرتھر کے فتح ہونے پر تمام صوبہ لیاؤ ٹنگ کو سلطنت چین کو واپس کر دینگے جیسا کہ پیشتر اس کا صوبہ تعاولسا ہی رہیگا اور پورٹ آرتھر ایک کشادہ بندرگاہ قرار دیا جائیگا اور تمام طاقتوں کے جہازات بلا ترجیح یکے بعد دیگرے یہاں وارد ہوسکینگے اور یہاں تجارت کا مرکز ہوگا۔ **لنڈن** کا ایک اخبار لکھتا ہے کہ ساحل مڈیگاسکر سے دور سیکیز جزائر میں سے ایک جزیرہ میں ایک تیری کچھوا ہی جسکو ڈیڑھ سو برس سے وہاں کے باشندے پوجا کرتے تھے اور کہتے ہیں جب لوگ اسکی پوجا کرنے لگے تو یہہ سو برس کا تھا تمام حیوانات میں سے ہاتھی کی عمر زیادہ ہوتی ہے یعنی ۱۲۰ برس کی مگر یہہ اس سے بھی بڑھ گیا۔ **انگلش بورڈ آف ایجوکیشن** بڑے زور کے ساتھ مشورہ دیتی ہے کہ پبلک مدارس میں سے سلیٹوں کا استعمال بالکل موقوف کر دینا چاہئے کیونکہ یہہ مضر صحت ہے اور امراض کو بڑھاتی ہے اور غلیظ عادات پیدا کرتی ہے ❊ **انڈین نیشنل کانگرس** کا بیسواں جلسہ سنہ ۱۹۰۴ء کے بڑے دن کے بعد ہی فوراً منعقد ہوگا۔ اس کے لئے بڑی بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں ۳۰ ہزار روپیہ چندہ ہو چکا ہے مگر امید ہے کہ ۲۰ ہزار روپیہ اور چندہ ہو جائیگا۔ کل ۵۰ ہزار روپیہ خرچ کا اندازہ لگایا گیا ہی کیونکہ ابکی ایک بڑا بھاری میلہ صنعتی نمائش کا بھی ہونیوالا ہے ❊ **مسٹر ایس۔ پی۔** ڈیوڈ کی وفات کے بعد جو نیشنل ایجوکیشن انسٹیٹیوٹ واقعہ کولمبو کے بانی اور پرنسپل تھے سی۔ ایم۔ ایس مشن نے انتظام کر لیا ہے کہ اُس اسکول کو اپنے اختیار اور ذمہ میں لے لیں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے مدے سے یکم اکتوبر سے پادری آر۔ ڈبلیو۔ رانڈ صاحب ایم۔ اے کے ماتحت ہونگے یہہ صاحب پہلے ٹرینٹی کالج کینڈی کے پرنسپل تھے۔ **لنڈن** سنڈے اسکول یونین کی رپورٹ ہے کہ فرانس۔ ناروے۔ روس۔ بالٹک صوبجات اور پولینڈ اور بوہیمیا۔ اور ہسپانیہ میں ان مدارس کی ترقی عمدہ ہے اور اسی سال میں آسٹریا۔ ہنگری۔ اور ڈنمارک میں بھی کام شروع ہوگا۔ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ ۲۰ لاکھ طلبا اور ایک لاکھ استاد ۸۰ ہزار سے زیادہ سنڈے اسکول کے مدرسوں میں یورپ کے اُن کل ممالک میں جمع ہوا کرتے ہیں جو اس یونین کے متعلق ہیں۔ **کیمبل پور میں** ہاتھیوں کا توپ خانہ رکھنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ مکانات کی طیاری پر دو لاکھ روپیہ کا تخمینہ کیا گیا ہے ❊

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

# ایڈیٹوریل نوٹس

## جو جو بادشاہت آپس میں برخلاف ہو ویران ہو جاتی ہے

(متی ۱۲: ۲۵)

یہہ ایک عالمگیر علم متعارفہ ہے جو جسمی اور اخلاقی اور روحانی ہر سہ عالم میں موجود ہے اور جس پر عمل درآمد ہو رہا ہے اور ہوتا رہیگا۔ ہر ایک شے کی ہستی اس علم متعارفہ پر قائم ہے۔ انسان کے تمام کاروبار کی بھی بنیاد اسی پر ہے۔ سلطنت اور ہر ایک سوسائٹی اسی اصول پر مبنی ہے۔ نظام شمسی اور دیگر نظام کا قیام اسی سے ہے۔ ہر ایک سوسائٹی کی کامیابی کا انحصار بھی اسی پر ہے۔ اس کے برخلاف کرنے میں سوسائٹی کی بربادی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسکو اتفاق اور اس کی نقیض کو نفاق کہتے ہیں۔ جو جو کام اس اتفاق سے دنیا میں ہو چکے ہیں اُن سے کوئی بھی ناواقف نہیں۔ اتفاق ایک جامع صفات صفت ہے۔ اسمیں باہمی محبت ہمدردی۔ برداشت۔ بھروسہ۔ مشورت۔ اخفاء راز۔ دانائی۔ بردباری وغیرہ وغیرہ صفاتِ حمیدہ شامل ہیں۔ جس سوسائٹی میں اتفاق نہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی اور نہ ہی قائم رہ سکتی ہے۔ مسیحیوں میں خصوصاً اس کی ضرورت ہے اور اشد ضرورت ہے۔ تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ ہمارے دیسی مسیحی بھائیوں میں اُسکی نہایت درجہ کی کمی ہے اور اسی سے وہ نہ تو ایک قوم ہی تصور ہوتے ہیں اور نہ ہی اپنے پیروں پر کھڑے ہیں۔ جہاں کو ہم اسی اتفاق ہی سے فتح کرینگے۔ اگر خداوند کی بادشاہت قائم رکھنی اور اُسکو توسیع دینی اور اپنی ہر طرح کی بہبودی چاہتے ہو تو آپسمیں اتفاق رکھو۔ دینداری بھی اسی کا نام ہے کہ خدا اور انسان سے اتفاق رکھا جاوے ۔

## پنجاب میں کون سے حروف جاری ہونے چاہیئے

گورنمنٹ پنجاب مدت سے اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے کہ پنجاب میں سرکاری دفتروں اور عدالتوں میں کون سے حروف جاری کرنے چاہئے۔ اخباری دنیا میں بھی اس کا بڑا چرچہ ہو رہا ہے اور اپنی اپنی رائیں پیش کیجاتی ہیں مگر معاملہ ابھی تک طے نہیں ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ گورمکھی کو رواج دینا چاہئے بعض ہندی کے مروج ہونے پر زور دیتے ہیں اور بعض رومن اردو کی اشاعت چاہتے ہیں۔ ہماری دانست میں خواہ اُن میں سے کسی حروف کو رواج کیوں نہ دیں تکلیف اور دشواری اور غلطیاں ضرور شروع میں آوینگی۔ ہندی اور گورمکھی کے حروف چونکہ علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہیں اس لئے اُنکی کتابت میں تیز نویسی بہت مشکل ہے اور اگر عدالتی اصطلاحات کو بھی اُنہی زبان میں کیا جاوے تو یہہ اور بھی مشکل امر ہوگا۔ اس کام کے لئے ایک زمانہ اور اعلیٰ درجہ کی علمیت اور واقفیت اُن حروف اور زبانوں سے چاہئے۔ اردو آجکل مروجہ زبان اور حروف ہیں یہاں تک کہ دیہات کے زمیندار لوگ بھی قدرے اس سے واقف ہو گئے ہیں اور نیز عدالتی اصطلاحات بھی اردو میں مروج ہیں اور وہ لوگ بھی عدالتی اصطلاحات اور لہجوں سے واقف ہو گئے ہیں جو اردو میں مستعمل ہیں باقی رہی رومن سو وہ کسیقدر بانسبت ہندی اور گورمکھی کے آسان ہے۔ انگریزی اور رومن کا لکھنا عنقریب یکساں ہے۔ جو اصطلاحات اب مروج ہیں اُنکو رومن میں تبدیل کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ انگریزی حکموں میں انگریزی عرضیاں اور فیصلے وغیرہ لکھے جاتے ہیں تو رومن میں اُنکا لکھنا دشوار نہیں ہے اگر اردو کے علاوہ کوئی اور حروف جاری کئے گئے تو تمام سسٹم کو بدلنا پڑیگا۔ جو جو کارروائیاں گذشتہ میں ہو چکی ہیں اُنمیں تبدیلی کرنی ناممکن ہے۔ یہہ کام ایسا ہی دشوار اور محال ہے جیسا کہ نئے حساب کے بموجب مسیحی سن کو تبدیل کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ علماء نے حساب سے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ مسیحی سن میں چار سال کی کمی ہے یعنی آج اس حساب کے بموجب ۱۹۴۶ء ہونا چاہئے مگر اب اُسکو رواج دینا ناممکن امر ہو گیا ہے اس لئے وہی غلط سال ہی صحیح قرار دیا گیا اور اُسپر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ اس قسم کی تبدیلی سے اُن تمام دنیوی اور دینی محاورات اور اصطلاحات کا جو آج اردو میں ہو چکے ہیں تبدیل کرنا محالات سے ہے۔ لہٰذا ہماری دانست میں اردو حروف اور زبان ہی کافی اور وافی ہے ۔

## یونانی زبان

جہاں عربی اور سنسکرت ہند کے بڑے بڑے مذاہب کی کتابوں کی خاص زبان ہے وہاں یونانی بھی یہاں کے ایک سب سے بڑے بلکہ حق تو یہہ ہے کہ دنیا بھر کے عالمگیر مذہب کی کتاب مقدس کی زبان ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ فلاسفران یونان کی زبان ہے جس کے خوشہ چین کل یورپ اور امریکہ ہیں۔ تمام علوم میں جو آج دنیا میں مروج ہیں یہی زبان کام آتی ہے۔ علم جیالوجی۔ زوالوجی۔ علم ہیئت۔ طبعیات۔ طب وغیرہ وغیرہ سب میں اسی کی گرم بازاری ہے۔ کوئی شاخ علم کی نہیں جسکی اصطلاحات اس زبان کی نہیں ہے مگر جہاں آج ہندوستان میں عربی اور سنسکرت پر اس کے اہل مذہب زور دیتے اور شوق سے سیکھتے ہیں وہاں یونانی کو کوئی بھی نہیں پوچھتا۔ یہہ صرف ہمارے ہندوستانی بھائیوں اور خصوصاً مسیحیوں کی ناواقفی اور بیقدری ہے۔ مسیحی مذہب کے خزانے کی کنجی اسی میں ہے۔ اگر مسیحی مذہب کی باریکیوں سے حظ اُٹھانا چاہو تو ضرور ضرور یونانی میں انجیل کا مطالعہ کرو۔ یہہ ایسی وسیع اور کامل زبان ہے کہ اسمیں بہت ہی گنجائش ہے اور جب ہمارے مسیحی بھائی یونانی زبان سے عموماً واقف ہو جاوینگے تو انجیل کی خوبی اُنپر خود بخود منکشف ہو جائیگی بلکہ خود اسکا ترجمہ کرنیکے قابل ہونگے اور اُنکا وہ ترجمہ تمام اردو ترجموں سے جو آجتک ہو چکے ہیں عمدہ ہوگا۔ افراط اور غلطی کا امکان جاتا رہیگا۔ اے مسیحی بھائیو ذرا اس اپنی مقدس کتاب کی زبان کیطرف توجہ کرو اور اسکو شوق سے اچھی طرح پڑھو ۔

# مضامین

## مقبول شدہ دعائیں

### تعظیم

اِس سے مراد ہے خدا کو عزت دینا اور اسمیں اُس کی بزرگی اور عزت اور محبت مشتمل ہے۔ انگریزی میں اِس لفظ کے ہم معنی لفظ Adoration آتا ہے جسکے لفظی معنی ہیں "ہاتھ پر بوسا دینا"۔ ایشیا میں یہہ عمل بڑی تعظیم اور اطاعت کی علامت ہے۔ اِس طبیعت کے ساتھ خدا کے حضور میں آنا ایک لابدی امر ہے اور اِسی لئے کلام الٰہی میں اِس کا نقش بہت اکثر جمایا گیا ہے۔

پادری نیومن ہال صاحب اپنی اُس تصنیف میں جو انہوں نے خداوند کی دعا پر تحریر کی ہے یوں فرماتے ہیں۔ دعا سے علیحدہ ہوکر انسان کی عبادتوں میں علی العموم ایک خاص صفت خودغرضی کی پائی جاتی ہے۔ ہم خدا کے حضور میں یا تو اُن فواید کا جو ہمکو دستیاب ہو چکے ہیں شکریہ ادا کرنے کے لئے آتے ہیں یا اور زیادہ فواید حاصل کرنے کے لئے۔ جس طرح سے یعقوب نے بیت ایل میں دعا کی کہ اگر خدا مجھے کھانے کو روٹی اور پہننے کو کپڑا دیتا رہے اِسی طرح ہم بھی کھانے۔ کپڑے۔ تندرستی حفاظت اور آسایش کے لئے دعا مانگا کرتے ہیں۔ غرض کی یہہ طرز جسمیں عموماً انسانیت کا خیال اگرچہ اسمیں پورا پورا انطباع نہیں پایا جاتا تو بھی ان سفارشوں سے جو دوسروں کے لئے کیجاتی ہیں زیادہ دلربا معلوم ہوتا ہے۔ یہہ خیال نہ صرف جھوٹے مذاہب کے پیروان ہی میں پایا جاتا ہے بلکہ عموماً نام کے مسیحیوں میں بھی بکثرت موجود ہے۔ ہماری دعائیں بارشی سواروں کی طرح ہیں جو چلتے ایک طرف ہیں اور دیکھتے دوسری طرف ہیں۔ ہم خدا کی طرف چلتے معلوم ہوتے ہیں مگر فی الحقیقت خیال اپنا ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری دعائیں اکثر اُس کوے کی طرح جاتی ہیں جسکو نوح نے کشتی میں سے بھیجا تھا اور وہ پھر کبھی واپس نہیں آیا۔ مگر جب ہم خدا کے جلال کو اپنی دعاؤں کا اعلیٰ مقصد بناتے ہیں تو وہ نوح کی فاختہ کی طرح جاتی ہیں اور اپنی چونچ میں زیتون کی ایک پتی لیکر ہمارے پاس پھر آتی ہیں"۔

آؤ ہم دانیل کی کتاب کا ایک حوالہ دیکھیں۔ دانیل اُن میں سے ایک تھا جو جانتے تھے کہ کسطرح دعا کرنی چاہئے۔ اُس کی دعا سے خود اسپر اور اُس کی قوم پر آسمان سے برکت نازل ہوئی۔ وہ کہتا ہے "میں نے اپنا رخ خداوند خدا کی طرف کیا اور منت اور مناجات کر کے اور روزہ رکھکے اور ٹاٹ پہنکے اور راکھ مل کے اُسکی تلاش کی۔ اور میں نے خداوند اپنے خدا سے دعا مانگی اور میں نے اقرار کیا اور کہا کہ اے خداوند جو عجیب اور مہیب خدا ہے اور اِس عہد کو جو اپنے عاشقوں کے ساتھ اور ان کے ساتھ جو تیری فرمانبرداری کرتے ہیں یاد رکھتا ہے اور اُنپر رحم کرتا ہے"۔

وہ خیال جسکی طرف میں ناظرین کو خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں الفاظ "اے خداوند جو عجیب اور مہیب خدا ہے" میں ملفوف ہے۔ دانیل خدا کے حضور میں مناسب جگہ میں بیٹھا ہوا تھا یعنی خاک میں اور اُس نے خدا کو بھی اُسکی عین مناسب جگہ پر بٹھایا۔ جب ابراہام خدا کے سامنے منہ کے بل گرا اور خدا اُس سے باتیں کرتا تھا تو اُس نے کہا۔ خدا قدوس ہے اور ہم گنہگار ہیں۔

ایک بڑا پرانا پیوریٹن مصنف مسمّی بیوکس کہتا ہے۔ "وہ شخص جو حقیقتیں پاکیزہ ہے خدا کی قدوسیت سے بڑا متاثر ہوتا اور اُس کو بڑے تعجب سے دیکھتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ناپاک اشخاص خدا کی دیگر صفات سے کیفیت متاثر ہوجاویں مگر صرف پاک روحیں ہی ہیں جو اُسکی قدوسیت سے متاثر ہوتی اور اُس کے قبضہ میں آجاتی ہیں۔ جسقدر زیادہ کوئی شخص پاک ہو اُسیقدر زیادہ وہ قدوسیت سے متاثر ہوتا ہے مقدس فرشتوں کے لئے خدا کی قدوسی جلال کے حلقہ میں چمکدار الماس ہے۔ مگر ناپاک لوگ بہ نسبت اس کے کسی اور شے سے زیادہ تر متاثر ہوتے اور اُس کے غلام بن جاتے ہیں۔ گنہگار پر کوئی بات ایسا اثر نہیں کرتی جیسا کہ وہ گفتگو اثر کرتی ہے۔ جو خدا کی قدوسی پر ہو۔ یہہ دیوار پر کے کتبے کی طرح ہے۔ کوئی شے گنہگار کے سر اور دل میں ایسا درد پیدا نہیں کرتی جیسا کہ وہ وعظ پیدا کرتا ہے جو خدا کی قدوسی پر ہو۔ ناپاک شخصوں کے لئے کوئی شے ایسی تلخ اور درد انگیز اور چبھ جانے اور ڈرانے والی نہیں ہے جیسی کہ خدا کی قدوسیت کا بیان۔ مگر پاک روحوں کے لئے کوئی گفتگو ایسی حسب حال اور تشفی بخش اور بہجت رسان اور قناعت پذیر اور مسرور کنندہ اور فیض رسان نہیں ہے جیسی کہ وہ گفتگوئیں ہیں جو خدا کی جلیل قدوسیت کو نہایت بھرپوری اور زور کے ساتھ ظاہر کرتی ہیں"۔ پس خدا کے حضور آنیکے وقت ہمکو لازم ہے کہ ہم اس کے نام کی تعظیم و تکریم کریں۔

یہی امر یسعیاہ کی کتاب میں بھی ظاہر ہے "جس سال کہ عزیاہ بادشاہ مرگیا میں نے خداوند کو ایک بڑی بلندی پر اونچے تخت کے اوپر بیٹھے دیکھا اور اُس کے لباس کے دامن سے ہیکل معمور ہوگئی اُس کے آس پاس سرافیم کھڑے تھے جن میں سے ہر ایک کے چھ چھ پر تھے اور ہر ایک دو پروں سے اپنا منہ ڈھانپے تھا اور دو سے اپنے پاؤں ڈھانپے تھا اور دو سے وہ اڑتا تھا اور ایک نے دوسرے کو پکارا اور کہا قدوس قدوس قدوس رب الافواج ہے ساری زمین اُس کے جلال سے معمور ہے"۔

جب ہم خدا کی قدوسیت کو دیکھیں تو چاہئے کہ ہم اُس کی تعظیم اور عظمت ظاہر کریں۔ موسیٰ نے بھی یہی سبق سیکھا تھا۔ خدا نے اسے کہا تھا کہ اپنے پاؤں سے جوتا اتار کیونکہ یہہ جگہ جہاں تو کھڑا ہے مقدس زمین ہے۔ جب ہم سنتے ہیں کہ لوگ اپنے آپکو مقدس ظاہر کرتے ہیں اور اپنی پاکیزگی کی بابت بات چیت کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ خدا کی قدوسیت کو حقیر ٹھہراتے ہیں۔ صرف اُسی کی قدوسی ہے جسپر ہمیں غور کرنا اور اُس کا تذکرہ کرنا چاہئے۔ اور جب ہم اِس کا تذکرہ اور

اُس پر غور کریں تو ہم کو معلوم ہونا چاہئے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ پطرس کے ساتھ کیا معاملہ گذرا تھا۔ جب مسیح نے اپنے آپکو اُسپر ظاہر کیا تو اُس نے کہا۔ اے خداوند مجھ سے دور ہو کیونکہ میں گنہگار آدمی ہوں۔ خدا کی ایک نظر ہی اِس بات کو ظاہر کر دینے کے لئے کافی ہے کہ وہ کیسا مقدس ہے اور ہم کیسے ناپاک ہیں۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایوب نے بھی یہی سبق سیکھا تھا کہ ایوب نے خداوند کو جواب دیا اور کہا۔ دیکھ میں ناچیز ہوں میں تجھے کیا جواب دوں؟ میں اپنے ہاتھ اپنے لبوں پر رکھونگا۔

اُس مباحثہ سے جو ایوب اپنے دوستوں کے ساتھ کرتا تھا اِس سے تم کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ نہایت ہی پاکیزہ آدمی تھا۔ وہ اندھوں کے لئے آنکھ اور لنگڑوں کے لئے پاؤں تھا۔ اُس نے بھوکوں کو کھانا کھلایا اور ننگوں کو کپڑا دیا۔ وہ تو بڑا ہی عجیب اور نیک شخص تھا۔ بس اُسکی زبان پر میں ہی میں تھی۔ آخرکار خدا نے اُسے کہا۔ "مردانہ وار اپنی کمر کس اور میں تجھ سے چند ایک سوالات پوچھونگا۔" جونہی کہ خدا نے ایوب پر اپنے آپکو منکشف کیا ایوب کی حالت بدل گئی۔ اُس نے اپنی نجاست اور خدا کی پاکیزگی کو دیکھ لیا۔ اُس نے کہا "میں نے تیری بابت کانوں سے سنا تھا مگر اب میری آنکھیں تجھے دیکھتی ہیں۔ اِس لئے میں اپنے آپ سے نفرت کرتا ہوں اور خاک اور راکھ میں بیٹھکر توبہ کرتا ہوں۔"

یہی صورت اُن میں بھی نظر آتی ہے جو ہمارے خداوند کی زمینی زندگی میں اُس کے پاس آ گئے تھے۔ جو دل کی راستی سے برکت کے متلاشی ہو کر اُس کو حاصل کرنے کے لئے آتے تھے اُنہوں نے اپنی اِس [illegible] کو ظاہر کیا کہ وہ ہمپر بیحد فوقیت رکھتا ہے۔ اُس صوبہ دار نے جسکا ذکر ہم متی کے ۸ ویں باب میں پڑھتے ہیں یہ کہا کہ "اے خداوند میں اِس لائق نہیں کہ تو میری چھت تلے آوے۔" جائیرس نے جب اِس سے اپنی عرض کی تھی اُسکو سجدہ کیا۔ وہ کوڑھی جس کا ذکر مرقس میں ہے اُس کے پاس آیا اور اُس کے سامنے گھٹنے ٹیکے۔ سورفینیکی عورت آئی اور اُس کے پیروں پر گر پڑی۔ وہ شخص جو کوڑھ سے بھرا ہوا تھا مسیح کو دیکھکر اپنے منہ کے بل گر پڑا۔ ایسے ہی اُس شاگرد نے جسے مسیح پیار کرتا تھا اُس کی بابت جو وہ اُس کی نسبت رکھتے تھے جس وقت کہ خداوند اُن کے درمیان تھا کہا ہے اُس کا جلال دیکھا ایسا جلال جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال جو فضل اور سچائی سے بھرپور تھا۔ خواہ مسیح کے ساتھ اُنکی رفاقت اور الفت کیسی ہی کیوں نہ تھی وہ اُسی قدر اُسکی عزت کرتے تھے جس قدر وہ اُس سے شراکت رکھتے اور اُس قدر تعظیم کرتے تھے جس قدر کہ وہ اُس پیار کرتے تھے۔

وہ کہتا ہو "جب تو خدا کے گھر جاتا ہے تو اپنے پاؤں کی نگہبانی کر اور احمقوں کی قربانی چڑھانے سے زیادہ [illegible] سننے کو مستعد ہو کیونکہ وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ برائی کرتے ہیں۔ تو تُرش رو مت ہو اور خدا کے سامنے کلام کرنے میں جلدبازی نہ کر کیونکہ خدا آسمان میں ہے اور تو زمین پر ہے اِس لئے تیری باتیں تھوڑی ہوں۔"

اگر ہم اعلیٰ تر زندگی بسر کرنیکی سعی کر رہے ہیں اور خدا کی قدوسیت اور پاکیزگی کی بابت سوچنے کی کوشش کر رہے ہیں تو بھی وہ شے جو ہمکو اُس کے زیادہ نزدیک لیجاتی ہے یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہمپر ظاہر کرے۔ تب ہم اِسی طرح سے اُس کے سامنے حاضر ہو سکینگے جسطرح قدما حاضر ہوا کرتے تھے۔ ہم اُس کے نام کی تقدیس کرینگے جیسا کہ خداوند نے اپنے شاگردوں کو سکھلایا تھا کہ "تیرے نام کی تقدیس ہو۔" اور جب میں موجودہ زمانہ کی بے توقیری پر غور کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بُرے دنوں میں آ پڑے ہیں۔

جب ہم دعا میں خدا کے نزدیک جاتے ہیں تو مسیحیوں کی طرح ہم پر واجب ہے کہ ہم اُسکو اُسکی درست جگہ پر سمجھیں۔ ہم کو وہ فضل ملے جس سے کہ ہم خدا کی خدمت مقبولیت اور تعظیم اور خدا ترسی کے ساتھ کریں کیونکہ ہمارا خدا بھسم کر دینے والی آگ ہے۔

## عزت بے مثال

سندری نے کہا کہ "جب وہ میرا کہا نہیں مانتے تو میں اُنہیں پیٹتی ہوں۔ پہلے تو وہ رونے لگتے ہیں لیکن آخرکار جو کچھ میں کہتی ہوں کرتے ہیں۔"

اِس پر المین نے کہا کہ "کیا یہ نہایت ہی عمدہ بات نہ ہوگی اگر وہ بغیر مار کھانے اور پیٹے جانے کے تمہارا حکم اُسی دم مان لیں۔ آپکو اُنکا رونا چلانا بھی نہ سننا پڑے؟"

سندری نے کہا "یہ تو وہ ہرگز نہیں کرینگے۔ آپ کے بچوں کے سوا میں نے تو کبھی ایسے بچے دیکھے ہی نہیں جو ایک مرتبہ کہنے سے حکم مان لیتے ہوں۔"

"پس جب میرے بچے فوراً حکم مانتے ہیں تو کیا یہ اُنکی اولاد کے لئے کوئی ناممکن بات قرار دیجا سکتی ہے؟ یہ لڑکیاں ایسی پیاری پیاری معلوم ہوتی ہیں کہ اگر انہیں سکھلایا جاوے تو مجھے کامل یقین ہے کہ حکم ماننا سیکھ جائینگی۔"

اِسپر سندری نے ایک آہ کھینچی اور خیال کیا کہ مجھے طمانچے مارنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ وہ کس طرح موقوف ہوگی۔ اور کیونکر میں صبر و برداشت اور فرمانبرداری سکھلا سکونگی۔ چنانچہ اُس نے کہا کہ "میں تو ایسا خیال نہیں کرتی۔"

عین اُسی دم پر دونوں لڑکیاں بھاگتی ہوئی اندر آئیں۔ المین کی صلاح کے مطابق یہ دونوں ہر روز ایک نزدیک کے مدرسہ میں ایک گھنٹہ کے لئے جایا کرتی تھیں۔

المین کو دیکھتے ہی دونوں چلا اُٹھیں کہ "ہمیں کہانی سناؤ۔" کہانی سننا بہت ہی لطف کی بات ہوا کرتی تھی یہ بتانا مشکل ہے کہ سننے والیاں زیادہ محظوظ ہوتی تھیں یا سنانے والی زیادہ لطف اُٹھاتی تھی۔

المین نے کہا "پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم مدرسہ میں محنتی اور خوب فرمانبردار رہی ہو یا نہیں۔"

اِسپر شانتی نے تو آنکھیں نیچے کر لیں لیکن موتی نے فوراً کہا کہ "میں تو مدرسہ میں بہت فرمانبردار رہی ہوں لیکن شانتی فرمانبردار نہیں تھی۔ وہ اپنا سبق یاد نہیں



کرتی تھی اور اُستانی کہتی تھی کہ وہ بڑی نافرمانبردار اور شریر لڑکی ہے *

الیمن نے شانتی کو اپنے نزدیک کرکے پوچھا کیوں شانتی یہہ کیا بات ہے ؟

اُس نے بڑے استقلال سے کہا میں تو کبھی ماں کا حکم بھی نہیں مانتی - اُستانی کا کہا کیوں مانوں ؟ اگر وہ مجھے مارنا چاہتی ہو تو بیشک مارے - ماں بھی تو مارتی ہے لیکن میں کچھہ پروا نہیں کرتی - صرف پیچھا چھڑانے کے لئے رو پڑتی ہوں *

الیمن اور سندری نے ایک دوسری پر نظر کی اور پھر الیمن نے کہا تم میں تمہیں ایک کہانی سناتی ہوں اور جب تم سن چکوگی تو میں یہہ بھی بتاؤنگی کہ میں کس غرض اور کس مطلب سے تمہیں کہانی سناتی *

**حکایت** - کہتے ہیں کہ ایک گڈریے کے پاس بہت سی بھیڑیں تھیں اور وہ اُن سب کی بہت اچھی طرح سے چوپانی اور حفاظت و نگہبانی کرتا تھا - بعض بھیڑیں بڑی بڑی تھیں اور بعض چھوٹی چھوٹی - بعض تو ہمیشہ اپنے چوپان کی فرمانبرداری کرتی تھیں اور جدھر وہ لیجانا چاہتا تھا اُسی طرف اور اُسی راستہ پر جاتی تھیں لیکن بعض ہمیشہ اپنی مرضی پر چلنا چاہتی تھیں اور اُس کی مرضی کے برخلاف کسی دوسری راہ پر جانے کی کوشش کرتی تھیں - چوپان اپنی بھیڑوں کو بہت پیار کرتا تھا اور ہمیشہ انہیں عمدہ سے عمدہ ہریالی چراگاہوں میں لیجانا چاہتا تھا لیکن بعض بیوقوف اور ناشکرگذار بھیڑیں خیال کرتی تھیں کہ ہم چوپان سے زیادہ دانا ہیں چنانچہ وہ ہمیشہ کسی دوسری راہ پر جانے کی کوشش کرتی تھیں - اُن بھیڑوں میں بہت سے چھوٹے لیلے بھی تھے اور اُن میں سے دو اپنے مہربان چوپان کو بہت تکلیف دیتے تھے - وہ اُس شفیق چوپان کی کچھہ نہیں سنتے تھے اور اپنی مرضی کے موافق بے تحاشا ادھر اُدھر کُود تے پھرتے تھے یہانتک کہ بعض اوقات موت کے خطرہ میں پڑجاتے تھے *

ایک دن چوپان اپنی تمام بھیڑوں کو ایک نہایت عمدہ اور سرسبز چراگاہ میں لیجانا چاہتا تھا لیکن اُن دونوں چھوٹے لیلوں نے وہاں جانا پسند نہ کیا بلکہ ایک بالکل مختلف جگہہ اپنی چراگاہ کے لئے تجویز کی - آخرکار چوپان نے دق ہوکر اُن لیلوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا - پہلے پہلے تو انہوں نے جانا کہ اپنی مرضی کے مطابق آزادانہ طور پر ادھر اُدھر پھرنا بڑی خوشی کی بات ہے لیکن تھوڑی دیر بعد وہ نہایت تھک گئے اور گھر یاد آنے لگا -

اب انہوں نے چاروں طرف نظر کی اور دیکھا کہ ہم کہاں ہیں - یہہ ایک نہایت ہی ویران اور سنسان جگہ تھی - وہاں ہری گھاس کا نام و نشان تک نہ تھا بلکہ ہر طرف چٹان اور پتھر نظر آتے تھے - وہاں کوئی ٹھنڈے پانی کا چشمہ نہ تھا جس سے وہ اپنی پیاس بجھاتے جب وہ حیران و پریشان ہوکر کھڑے دیکھہ رہے تھے کہ کدھر جاویں انہوں نے ایک ہولناک آواز سنی اور کانپ اٹھے یہہ کسی جنگلی درندے کی آواز تھی - اب اُن چھوٹے لیلوں نے معلوم کیا کہ ہم نہایت خطرہ کے مقام میں ہیں اور اس جگہہ ہمارا کوئی محافظ و نگہبان نہیں ہے - اب وہ اپنے مہربان چوپان کی آواز سننے کے نہیت مشتاق تھے - اگر اب انہیں وہ شفیق چوپان نظر آتا تو وہ اُسکی فرمانبرداری کرنے اور اُس کے پیچھے چلنے کے لئے بالکل تیار تھے لیکن چوپان اب اُن سے بہت دور تھا - جس قدر خوف و دہشت کی انہیں برداشت کرنی پڑی میں اُس کا پورا پورا بیان تمہیں کسطرح سناؤں ؟ وہ جنگلی درندوں کی خوفناک گرجوں اور دھاڑوں سے متوحش ہوکر اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے - کانٹے دار جھاڑیوں میں بار بار گرنے سے زخمی اور گھایل تھے - پتھریلی ناہموار راہوں میں آوارہ پھرنے سے اُن کے پاؤں سے خون جاری تھا - آخرکار وہ اِس قدر زخمی اور ماندہ ہوگئے کہ آگے چلنے کی بالکل تاب نہ رہی اور مایوس ہوکر زمین پر لیٹ گئے - اب اُن کے لئے کوئی امید باقی نہ تھی - جو کچھہ خیال میں آسکتا تھا وہ یہی تھا کہ یا بھوکے پیاسے وہیں پڑے پڑے مرجاویں یا کوئی جنگلی درندہ انہیں کھاجاوے - جب انہوں نے اپنی آنکھیں بند کیں تو خیال کرنے لگے کہ اب اگر ہمارا مہربان چوپان آکر ہمیں بچاوے تو ہم ہمیشہ اُسکی فرمانبرداری کرینگے - جہاں وہ لیجانا چاہے وہیں جاوینگے اور کبھی اپنی مرضی پر نہیں چلینگے اور اُس کو ہرگز ہرگز کبھی کسی طرح کی تکلیف نہیں دینگے *

آخرالامر وہ مہربان چوپان اس طرف آیا اُس نے تھکے ماندے اور زخمی لیلوں کو اٹھایا اور اُن کے زخم باندھے اور اپنے کاندھے پر اٹھاکر انہیں گھر لایا - اُس روز سے وہ دونوں چھوٹے لیلے ہمیشہ چوپان کے قریب رہنے لگے اور ہمیشہ اُس کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے تھے *

دونوں لڑکیوں نے اس حکایت کو نہایت غور اور توجہ سے سنا - جب سنانے والی خاموش ہوئی تو شانتی نے آہستہ سے کہا "کیا جب چھوٹے لیلے چلے گئے تو چوپان کو کچھہ رنج ہوا تھا" *

الیمن نے جواب دیا "ہاں بیشک اُسے بہت رنج ہوا ہوگا ورنہ وہ انہیں ڈھونڈھتا ہوا آتی دور اُن کے پیچھے کیوں جاتا" *

موتی نے کہا "اگر وہ بھاگ نہ جاتے تو نہ زخمی ہوتے اور نہ کسی طرح کے خوف و خطر میں پڑتے - یہہ تو اُن کا اپنا ہی قصور تھا" *

پھر شانتی نے کہا میں خیال کرتی ہوں کہ آپ کے خیال میں ہم دونوں بہنیں اُن چھوٹے لیلوں کی مانند ہیں - کیونکہ ہم وہی بات کرتی ہیں جو ہم کو پسند ہوتی ہے *

الیمن نے کہا "بیشک میرا مطلب یہی ہے - نیک چوپان یعنے ہمارا خداوند یسوع مسیح آجکل دنیا میں اُس طرح سے نہیں پھرتا جسطرح کہ پہلے تھا - ہم اُسے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھہ سکتے - اُسکی آواز بھی نہیں سن سکتے لیکن وہ ہر وقت ہمارے پاس ہے اور جب کبھی ہم کسی طرح کی شرارت کرتے ہیں یا جنکا حکم ماننا ہمیں واجب ہے اُنکی نافرمانبرداری

کرتے ہیں تو وہ ایسا خیال کرتا ہے کہ گویا میٔنے اُنکی نافرمانبرداری کی ہے"۔

اسپر موتی نے پوچھا "اگر ہم شرارتی ہوں تو کیا ہم اُن چھوٹے بیلوں کی طرح کچھ تکلیف اُٹھاوینگے؟"

املین نے کہا "ہاں ضرور۔ کیونکہ ہمارے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ چیز گناہ ہے اور شیطان ہر وقت شیر ببر کی طرح اس کوشش میں ہے کہ ہمیں نگل جاوے"۔

شانتی نے کہا "اگر یہہ بات ہے تو میں تو ضرور خداوند یسوع سے عرض کرونگی کہ مجھے اپنے بازوں میں اُٹھائے ہوے اور ہمیشہ میری حفاظت کرے۔ شیطان کی کبھی مجھہ تک رسائی نہیں ہوگی"۔

موتی نے کہا "آج سے ہم بالکل نیک اور فرمانبردار بنیں گی۔ کیوں شانتی بنیگی نا؟"

شانتی نے کچھہ تامل کرکے کہا "میں نہیں جانتی کہ میں بالکل نیک بن سکتی ہوں۔ لیکن شاید بعض اوقات یا ممکن ہے کہ اکثر اوقات"۔

اب املین کو جلد واپس جانا تھا چنانچہ وہ اپنے گھر کو روانہ ہوئی لیکن اُس کی کہانی پر ماں اور بیٹیوں کو بہت کچھہ سوچنے کا موقعہ ملا۔ کئی روز تک دونوں لڑکیاں نیک چوپان کی نسبت سوچتی رہیں اور خیال کرتی تھیں کہ اگر ہماری روش درست نہو تو اُسے رنج ہوگا چنانچہ اُنہوں نے نیک بننے کی اور ہر امر میں اپنی ماں کی فرمانبرداری کرنے کی کوشش کی۔

---

ابھی حال میں ایک پیمائش کرنے والی پتنگ جاری ہوئی ہے جس میں ایک آلہ لگا ہوتا ہے جو خود بخود عکسی تصویر اُتارتا ہے۔ یہہ پتنگ چار میل کی بلندی تک جاسکتی ہے۔ اور میدان میں خوب کام دیتی ہے۔ اُس میں جان کا خطرہ نہیں اور خرچ بھی کم پڑتا ہے۔ وہ میدان جنگ کی عکسی تصویر نہایت عمدگی کے ساتھہ اُتار لیتی ہے جیسی کہ غبارے سے بھی نہیں حاصل ہو سکتی۔

# گذرے ایام

جیسے قدرتی نظام میں ویسے ہی اپنی زندگی کے دنیوی امور میں اُس کے کاموں کو دیکھو کہ نظام سلطنت سے وہ ہمارے لئے کیا کچھہ کرچکا اور امن اور صلح وسلامتی کے کیقدر بدرے ہمکو عطا کرچکا۔ کس قدر ہمارے مال واسباب میں ترقی ہوچکی اور کتنی میراث وہ ہمارے قبضہ میں دے چکا۔ وغیرہ

آج کے دن سوا باغی اور سرکش گروہ کے جنکا کسی زمانہ میں لوٹ مار پر گذارا تھا ہر ایک ہندوستانی سلطنت انگلیشیہ کی خوبی اور حسن انتظام کا قائل ہے۔ تمام ملک امن کے سایہ تلے اور سلامتی کے پردوں کی پرچھائیں کے نیچے اپنے کو فراموش کئے پڑا ہے خوف وخطرے کے اسباب اور ظلم وشر کی گھٹائیں انتظام عدالت اور راستی کے قوانین کی قوت سے ہٹائی گئیں آزادی اور سرخروئی ملک کو حاصل ہوگئی۔ علم وفضل نے ملک کی دولت نہایت بڑھادی اور اسی ملک کو جمیں جدائی اور ذات پات اور حقارت اور تعصب اور تمام بیدینی کی لعنتیں قدیم سے گھر کئے ہوئے تھیں وہ فیض حاصل ہوگئے جن کے یہہ ہرگز لائق نہ تھا۔ یہہ ہم یاد دلاتے ہیں کہ کس نے ہند کے شاہان قدیم کو ناپسند کیا۔ کس نے اُن کے انتظام سلطنت کو ترازو میں تول کر ہلکا پایا اور رد کیا۔ اور کس نے پرانے ظلم وشر اور ہند کی بیدینی کو ناپسند کرکے ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے نابود کیا۔ اور اٹھارہویں صدی کے ہند کو غیر بادشاہ اپنے ڈنڈے کے زور سے عطا کیا۔ ہاں اُس نے ہمکو نیا نائب دیکر اپنی پاسبانی اور نگہبانی کا اختیار دکھلایا۔ کس نے انگریزی قوم کو یہہ سبق سکھایا کہ تمہارے سونے اور چاندی اور تمہارے مال وجان کی نگہبانی کرے۔ ورحالیکہ یہہ قوم تمہاری نگاہ میں لالچی تصور کی جاتی ہے۔ اور نہایت خود غرض سمجھی جاتی ہے۔ اور اگر ایسا ہو بھی تو کس نے اِس قوم کو ایسی زنجیروں سے باندھہ دیا ہے کہ وہ حق سے متجاوز نہیں ہوتی ہے۔ یہہ وہی نگہبان ہے جس نے اِس قوم کو ہاں چھوٹی سی قوم کو ہند جیسے ملک کا نگہبان ہونیکو چن لیا۔ اور ہمارے ملک کے نگہبانوں کو رد کیا۔ وہ خدا جس نے اِس چھوٹی قوم کو بزرگی دی ہمارا انتظام سلطنت میں آج تک نگہبان رہا ہے۔ ہاں وہ پاسبان رہا ہے۔ دیکھو اُس نے اپنی پاسبانی کا حق آجتک کیسی خوبی سے ادا کیا ہے۔ کہ ہماری ساری عمر میں آجکے دن تک پاسبانی کی۔ میری تیری جان سلامت ہے۔ نیز اور ہر ایک کا مال واسباب اور سلامت ہے ہاں خدا گذرے ایام میں ہمارے لئے نہایت پر امید کام کرتا آیا۔ افسوس کہ جسے اسے نہ جانا میرے ملک کے لوگوں نے اُسے نہ پہچانا۔ وے ابتک خیال کرتے ہیں کہ یہہ سب کچھہ ہمارے ہی نیک کاموں کا پھل ہے وہ جو انگریزی سلطنت کو خدا کی پاسبانی نہیں جانتے بلکہ ایک آفت تصور کرتے ہیں اور اپنے اعمال کی سزا وجزا کے قائل ہیں تو وہ یقین کریں کہ یہہ سلطنت بھی اُن کے اعمال کا پھل ہے۔ خواہ جزا کی صورت میں خواہ سزا کی صورت میں تو اب اُسے خوشی سے ایشور کا فیصلہ جانکر بھگتیں پر ہمارے لئے یہہ خدا کی پاسبانی ہے۔

اِس کے سوا سب سے بڑا کام خدا گذرے ایام میں ہمارے لئے یہہ کرچکا ہے کہ مذہبی میدان نہایت وسیع کردیا گیا۔ اور انجیلی مذہب کی برکت سے مذہبی تاریکی کا ابر جو ہمارے ملک پر چھا رہا تھا دور کردیا گیا ہمکو طوالت بیان کا خوف ہے۔ ورنہ ہم ہر ایک امر کو جو انجیل کے وجود باجود سے ہمکو حاصل ہوا یاد دلاتے۔ پر کون سا روشن ضمیر ہندوستانی اُن ظلموں سے آگاہ نہیں جو مذہبی میدان میں ملانوں اور پنڈتوں کی جہالتوں سے ہوا کرتے تھے۔ ہمارے لئے مذہبی اصول کی کتابیں عنقا صفت تھیں ہمارے ملک کا مذہب حقیقت میں پنڈتوں کے گمانوں کی پیروی کا نام تھا۔ تمام ملک روحانی پر تاریکی چھارہی تھی۔ بائبل کا آنا تھا کہ ہماری مذہبی بیکسی کی کلی کھل گئی۔ اور آج

کوئی دیانندی ہے اور کوئی دیو سماجی اور کوئی قادیانی
ہے اور کوئی نیچری۔ اور ہر ایک مذہبی کتاب جو پیشتر ہزاروں
روپئے کے صرف سے دستیاب نہ ہوتی تھی آج کوڑی
کوڑی دام ہے یہہ سب کچھ بائبل کے طفیل سے ہے ؛

راقم

پادری غلام مسیح۔ از انبالہ شہر

# مراسلات

## مسیح میں مرنا

ایک عجیب بات ہے۔ مسیح میں مرنا مرنا نہیں بلکہ حقیقی
زندگی اور اصلی وطن کی راہ ہے۔ وہ وطن وہ عزیز جگہ ہے
جہاں خدا اپنے آپ کو خاص طور پر مسیح کے برگزیدہ لوگوں
پر ظاہر کرتا ہے جہاں خدا کی خاص نزدیکی ہے۔ اُس
وطن کو بہشت بھی کہتے ہیں۔ جہاں خدا کے فرشتہ۔ نبی
رسول اور سب مسیح کے دیندار خدا کی حمد و ستایش اُسکی
مرضی کے مطابق کرتے ہیں۔ اور جہاں کی خوشی اور جلال
کا اندازہ ہم ابھی نہیں کر سکتے پر اس قدر معلوم ہے کہ خدا
نے اپنے محبوں کے لئے وہ چیزیں طیار کیں جو نہ آنکھوں
نے دیکھیں اور نہ کانوں نے سنیں اور نہ آدمی کے دل
میں آئیں ؛

میں نے آجتک کبھی نہیں سُنا کہ دنیا کے کسی
مذہب و فرقہ و قوم کے لوگوں میں سے سوا مسیحیوں کے
کبھی کوئی عجیب خوشی اور کامل امید اور استقلال کے
ساتھ مرا ہو یا موت کے وقت ہشاش بشاش بے خوف اور مستعد
ہو۔ میں نے بہتوں سے ایک ایک کرکے دریافت کیا
کہ (س)، کیا تم نے کبھی کسی کو مرتے دیکھا (ج)، ہاں
خود میرا باپ (یا دادا) مرا ؛
(س)، کس حالت میں مرا (ج)، اچھی حالت میں
۸۰ برس کی عمر میں مرا (س)، مرتے وقت کیا کہا (ج)،
کچھ نہیں کہا۔ صرف یہہ بتایا کہ بچوں۔ بی بی۔ جائداد وغیرہ
کا انتظام اس طرح پر کرنا (س)، اس کے سوا اور کچھ۔
(ج)، اس سے زیادہ کہنے کی اور کیا ضرورت ہوتی ؛

ہندو جو آواگون کے قایل ہیں مرتے وقت صرف
یہہ خیال آتا ہوگا کہ وہ نہ معلوم اب بیل۔ گدہے۔ گھوڑے
سانپ یا کس کیڑے مکوڑے کا جسم لے کر اپنے اعمالوں
کی سزا پاوینگے۔ اور یہہ اُنکا خیال کس درجہ افسوس ناک
ہے کہ ماں باپ بچوں کو اور بچے ماں باپ کو بی بی شوہر
کو اور شوہر بی بی کو اور عزیز دوست اور رشتہ دار آپسمیں ایک
دوسرے کو موت کے بعد کبھی نہ دیکھینگے۔ مسلمان جو
قیامت کے قائل ہیں۔ میں نے ان کی نسبت بھی بخوبی
دریافت کیا اور کبھی نہ سُنا کہ ایک بھی محمدی ایک مسیحی
ایماندار کی طرح اس دنیا سے گیا ہو۔ اور اگر کسی نے کچھ
ہمت اور دلیری ظاہر بھی کی تو اس قدر "دیکھو تم میرے گواہ
رہنا کہ میں حضرت محمد پر ایمان رکھتا تھا" اور ایسی عجیب
ناامیدی میں مرجاتے ہیں اور موت کے وقت محض واہیات
اور دل کے لُبھانے والے خیال کو جو زندگی کی حالت میں
ہر مسلمان کا حوروں اور پریوں کی نسبت ہی بھول جاتے
ہیں۔ وقت پر گواہ مقرر کرنا ایک محض کمزور اور بے بنیاد ایمان
کا نتیجہ ہے۔ میں نے کبھی نہیں سُنا کہ کسی مسیحی نے دم واپسیں
کبھی اس بات کے گواہ مقرر کئے ہوں کہ دیکھو تم میرے
گواہ رہنا کہ میں مسیح پر ایمان رکھتا تھا۔ مسیحی لوگ مسیح کی
مہر سے مہر کئے جاتے ہیں اور ایسی گواہی کی ضرورت نہیں
رکھتے کیونکہ مسیح کو روبرو دیکھتے ہیں اور سب کچھ جو زندگی کی
حالت میں آئینہ میں دھندلا سا دیکھتے رہے اُسوقت صاف
صاف نظر آتا ہے ؛

اب میں ناظرین کی خدمت میں ہزاروں مسیح کے
مبارک اور برگزیدہ لوگوں میں سے صرف چند کا ذکر کرتا ہوں
جو مسیح میں گذرے اور جن کے آخری کلمات کے سننے سے
روح کو تازگی ہوتی ہے اور دل مسیح کے مقدس قدموں
کی نزدیکی حاصل کرنے کا اور بھی زیادہ آرزومند ہوتا ہے؛

جب پادری سموئل اشربی اس دنیا سے کوچ کرنے کو
تھے اُنہوں نے اپنے دوستوں کی طرف مخاطب ہوکر کہا
"مجھکو آسمان پر ملنا میں اُس خوبصورت کنارے پر
تمہارا انتظار کرونگا" اُس کے بعد اپنے اکیلے لڑکے کی طرف
مخاطب ہوکر کہا "میں تمکو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اُس کے
جلال کے لئے جیو اور پھر جلد مجھکو آسمان پر ملنا" ؛

پادری ولیمس نے ایک غیر قوم آدمی سے جو حال میں
مسیح پر ایمان لایا تھا اُس کے مرتے وقت دریافت کیا "کیا
تم رنجیدہ ہو" اُسکی آنکھوں میں خوشی کے آنسو بہنے لگے
اور اُس نے کہا یہہ موت نہیں بلکہ زندگی ہے اور میں
کس لئے رنجیدہ ہوں جب کہ اس سمندر کے پار ہونگے
کے میرا رہبر مسیح ہے" ؛

بشپ بیورج جب اس چند روزہ دنیا کو چھوڑنے
لگے تو مسٹر بیورج نے پلنگ کے پاس آکر اُن سے
پوچھا "کیا تم مجھے پہچانتے ہو" جواب دیا "نہیں" اور ایک مسیحی
مسافر جو نزدیک کھڑا تھا اُسنے پوچھا "کیا تم مسیح کو جانتے
ہو" اس پیارے اور مبارک نام کے سنتے ہی وہ گویا ہوش
میں آگئے اور فوراً جواب دیا "میں یسوع کو جانتا ہوں۔ وہ
میرا نجات دینے والا ہے۔ میں اُسکو ۴۰ سال سے جانتا ہوں
وہ میری امید ہے" ؛

پادری ہیٹ صاحب جب زندہ تھے اکثر گرجے میں
مسیح کے نام سے آنسو بھر لاکر کہتے تھے "اگر میری ہزار جان ہوتیں
تو میں مسیح پر خوشی سے قربان کرتا" جب وہ اس دنیا کو چھوڑنے
لگے تو ایک شخص نے جو اُسوقت وہاں موجود تھا اُنسے
دریافت کیا "کیا تم اپنی سو ہزار جان مسیح پر قربان کرنے
کو طیار ہو" اُنہوں نے فوراً جواب دیا "ایک لاکھ۔ ایک لاکھ
ایک لاکھ" ؛

پادری بیبن صاحب نے اس دنیا سے قطع تعلق
ہوتے وقت کہا۔ "میں سلامتی میں مرتا ہوں۔ کچھ خوف
نہیں۔ کچھ شبہ نہیں" ؛

ایک چھوٹے مسیحی بچے سے جب وہ قریب تھا کہ اس دنیا کو چھوڑے دریافت کیا۔ تم کہاں جاتے ہو۔ کہا آسمان کو۔ کیوں جاتے ہو۔ جواب دیا اس لئے کہ وہاں میرا مسیح ہے۔ کہا اگر مسیح تمہاری پونجی پر آسمان کو چھوڑ دے۔ جواب دیا میں اُس کے ساتھ جہاں وہ جائیگا چلا جاؤنگا۔

آہ ایک اور چھوٹے پیارے مسیحی بچے نے مرتے وقت اپنے اُستاد سے کہا کیا تم بھی آسمان پر ایک تاج پاؤگے اُستاد یہہ سنکر آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔ جب بچہ نے اُستاد کو رونے دیکھا۔ کہا مت رو اگر مسیح تمکو تاج نہیں دیگا تو میں اپنا تاج اُس سے لیکر تمکو دونگا۔

مسٹر گاڈلنگ ۴۴ برس کی عمر میں اس دنیا کو چھوڑ گئے۔ گذرنے وقت انکے بھائی نے اُن سے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم آسمان کے منتظر ہو۔ جواب دیا منتظر نہیں بلکہ میں بہشت میں ہوں۔ اسی وقت اُسجگہ کو دیکھتا ہوں اور جلد اُس بڑی جماعت کے ساتھ ہونگا۔

مسٹر ٹاپ لیڈی نے اپنے دم واپسین پر کہا مجھ کو خدا اب جلد اُٹھا لیگا کیونکہ کوئی آدمی ہرگز اُن چیزوں کو جو میں دیکھ رہا ہوں دیکھکر زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہہ سب خدا نے میری روح پر ظاہر کیں۔

پادری جین ولٹی صاحب نے مرتے وقت کہا میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میں مر سکتا ہوں۔ اگر اسی کا نام مرنا ہے تو بیش قیمت اور شیرین ہے۔ ہرگز کسی مسیحی کو موت سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ صرف میری یہہ خواہش ہے کہ اب جلد بہشت کو اُٹھ جاؤں۔ ہلی لویاہ ہلی لویاہ۔

جب ایک بہت غریب حبشی مسیحی مرنے لگا تو کسی نے اُس کو دیکھکر کہا۔ دیکھو دیکھو غریب سیپی مرا جاتا ہے۔ سیپی نے یہہ سنکر کہا میں غریب سیپی نہیں اب میں بادشاہ سیپی ہوں۔ اُس نے اُس جگہ کا حوالہ دیا جہاں لکھا ہے مسیح نے ہمکو خدا کیلئے بادشاہ اور کاہن بنایا۔

جب ڈاکٹروں کو معلوم ہوا کہ مسٹر ہملٹن ڈی ڈی اب کسی صورت سے بچ نہیں سکتے تو انہوں نے جا کر اُن سے کہا کہ آپ کی زیست کی اب کچھ امید نہیں تو انہوں نے جواب دیا۔ اُس سے بڑھکر اور کوئی خوشخبری ہو نہیں سکتی جو تم مجھ کو دو۔ مجھ کو مسیح نے دنیا میں جینا سکھایا اور اب وہ مرنا سکھاتا ہے۔

مسٹر ہالنڈ نے اپنے مرنے وقت کہا کیا تم نے میری نظر کے سامنے بہت تیز شمع روشن کی ہے۔ وہ جو وہاں کھڑے تھے جواب دیا نہیں۔ صرف آفتاب کی روشنی ہے مسٹر ہالنڈ نے کہا۔ یہہ آفتاب کی روشنی نہیں ہو سکتی یہہ مسیح کا جلال ہے۔ دنیا کو چھوڑتا ہوں۔ آسمان میرے لئے مبارک ہو۔

جب شارلٹ ایلزبتھ جو کے چند یہودی لوگ دوست تھے گذرنے لگیں تو اُن سے جو اُن کے نزدیک کھڑے تھے کہا۔ یہودیوں سے کہو کہ یسوع ہی مسیح ہے۔ میرا گوشت اور خون مجھ کو چھوڑتے ہیں پر مسیح نہیں چھوڑتا۔

مسس ہروی نے مرتے وقت کہا کیا اسی کو موت کی وادی کہتے ہیں۔ اِس وادی میں تاریکی کا دھبہ بھی نہیں یہہ نورانی وادی ہے۔

مسس ہاناموری نے اپنے موت کے بستر پر کہا مبارک قبر۔ میں جانتی ہوں کہ میرا مخلصی دینے والا زندہ ہے۔

لیڈی ہنٹنگڈن نے کہا۔ آج رات کو میں اپنے باپ کے پاس جاؤنگی۔

مسس الیزابتھ ہمفری نے اپنی موت سے چند منٹ قبل اپنی بھائی سے کہا مجھ کو آئینہ لاکر دو کہ میں جلد اپنے منہہ کو دیکھوں کہ موت کے وقت کیسا ہو جاتا ہے۔ بھائی نے فوراً لاکر آئینہ دیا۔ مسس ہمفری نے اپنے مُردگی چھائے ہوئے چہرہ کو آئینہ میں دیکھکر کہا اے موت تیرا ڈنک کہاں۔ اے قبر تیری فتح کہاں خدا کا شکر جس نے ہمیں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے فتح بخشی۔

اور میں نے آسمان سے ایک آواز سنی جو کہتی تھی لکھ مبارک وہ مُردے جو خداوند میں مرتے ہیں۔

عزیز اور پیارے مسیحی ناظرین۔ مجھ کو کچھ شبہ نہیں کہ آجکل ہم میں سے ہزاروں مسیح میں مرتے ہیں۔ پر تو بھی مجھ کو معاف کیجئے۔ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں جسکا جواب آپ اپنے دلوں ہی میں رکھیں کہ کیا آپ طیار ہیں۔ کہ اگر آج آپ طلب کئے جاویں تو آپ ایسی ہی بہادری استقلال اور مسیح کے پختہ ایمان اور محبت کے ساتھ اِس ناپایدار دنیا کو چھوڑ کر اُس جلالی وطن کو جاویں۔ یہہ مشکل سوال ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی کو کچھ شبہ یا دہشت ہو تو آج مسیح کے مقدس قدموں پر گر کر اُس سے اپنی کمزوری کا حال کہے اور وہ ضرور اُنکو اپنی نزدیکی اور زور بخشیگا۔

عزیز ہندو اور مسلمان ناظرین آپ خاص کر اِس کل مضمون پر خوب غور کریں اور مسیح کو قبول کریں جو اصل زمین اور آسمان کا مالک اور خالق ہے اور جس نے آخیر حکم دیا کہ تم ساری قوموں کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو اور دیکھو میں زمانہ کے آخیر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں۔ بلاشبہ وہ زمانہ کے آخیر تک ہمارے ساتھ ہے۔ مرنے دم تک وہ ہمارے ساتھ ہے۔ جیسا آپ کو معلوم ہوا کہ آنے والی دنیا میں وہ ہماری ابدی زندگی ہے۔

راقم

ایک صیحون کا مسافر

---

ایک فوجی افسر ایک اخبار میں ایک دیسی شکاری کے تجربہ پر تجربہ کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ کتوں اور گیدڑوں میں مرض ہیڈرو فوبیا (وہ مرض جسمیں مخلوق پانی سے ڈر کر بھونکنے لگتے ہیں اور جو ایک قسم کی دیوانگی بتایا جاتا ہے) گدوں کی چونچ اور پنجوں کے زخم سے پیدا ہو جاتا ہے۔ جب گدھ کسی نعش کو کھاتے ہوں اور کتے یا گیدڑ جو نعش کھانے کیلئے اُن سے جنگ کرتے ہیں تو گدھ اُنکو چونچ اور پنجوں سے زخم لگا کر بھگا دیتے ہیں۔ اِس سے اُنکے جسم میں ایک قسم کا زہر سرایت کر جاتا ہے اور تین ہفتے کے بعد اُنکو مرض ہیڈروفوبیا ہو جاتا ہے۔ اِس افسر کے کتوں کو اسی طرح یہہ مرض ہو گیا تھا جس

کی تصدیق ایک اور ڈاکٹر صاحب نے بھی کی ٭ راز رقی

## نظر غور و عنایت ادھر بھی

اے ناظرین یا ناظرین آپ بہتوں پر منکشف ہو کہ مدت سے شہر گورداسپور میں ایک پاسبان کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی اب وہ ضرورت تو پوری ہو گئی ہو گی ہے کیونکہ مسٹر پی۔ اے شرف صاحب کو کلیسیا نے چن لیا ہوا ہے مگر بڑی تکلیف یہ ہے کہ کوئی پاسٹر کے لئے کوئی مکان نہیں ہے میرا مطلب پاسٹر ہوس Pastor House سے ہے اور دوسری دقت یہ ہے کہ گورداسپور میں کبھی مسافروں کے لئے کوئی مسافرخانہ بھی نہیں ہے ان تکلیفوں کو رفع کرنے کی ضرورت کو محسوس کر کے پادری پی۔ اے شرف صاحب نے اپنی چھوٹی سی کلیسیا میں مذکورہ بالا ضروریات کو پیش کیا۔ کلیسیا نے بھی اسے محسوس کیا اور خداوند کے اس فرمان کو یاد کر کے جو اعمال ۲۰: ۳۵ میں مرقوم ہے کہ "دینا لینے سے مبارک ہے" حسب توفیق اپنی جیبوں کو کھول کر کشادہ دلی سے چندہ اس کار خیر کے لئے دیا اور اب اس وقت پاسبان صاحب موصوف کے پاس قریبا ڈھائی سو روپیہ جمع ہو گیا ہے۔ پر یہ رقم ہر دو ضروریات کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ مسیحی بھائیوں کے فیاض ہاتھوں کی ضرورت ہے اس لئے مسیحی بھائیوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ بھی گورداسپور کی چھوٹی سی کلیسیا کے اسی ماٹو (motto) میں شریک ہو کر اس کار خیر کو تکمیل تک پہنچا دیں کہ "دینا لینے سے مبارک ہے"۔ مقدسوں کی احتیاج میں شریک ہو مسافر پروری میں مشغول ہو رومی ۱۲: ۱۳ امید ہے کہ تمام مسیحی بھائی اور ناظرین اپنے فیاض ہاتھ کو روک کر نہ رکھینگے بلکہ محبت اور کشادہ دلی کے ساتھ امداد کر کے مشکور فرماوینگے۔ جو صاحب چندہ ارسال فرمانا چاہیں وہ پادری پی۔ اے شرف صاحب گورداسپور کے پاس ارسال فرما دیویں ٭

خدا بے انصاف نہیں کہ وہ تمہارے کام اور اس محبت کی محنت کو جو تم اس (مسیح) کے نام پر مقدس لوگوں کی خدمت کرتے ہوئے دکھلاتے ہو بھول جاوے۔ عبرانی ۶: ۱۰۔ خدا اسی کو جو خوشی سے دیتا ہے پیار کرتا ہے۔ ۲ کرنتھی ۹: ۷ ٭

راقم

ٹ۔ ک۔ ج

## وفات حسرت آیات

نہایت ہی رنج و غم کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے۔ کہ مس اے۔ ریڈ صاحبہ (Miss A. Read) بعارضہ اندرونی پھوڑہ کے یکم ستمبر ۱۹۱۳ء کو بمقام کوہ مری محنتوں سے آرام پانے کے لئے اس جہان کو چھوڑ کر خداوند کے آرام میں پہنچ گئیں ؎

مبارک ہیں وہ مردے جو مرتے ہیں خداوند میں

وہ اپنی محنتوں سے چھوٹ کر آرام پاتے ہیں

چنانچہ میں نے مناسب سمجھا۔ کہ میں اُن کا کچھ حال جتنا مجھ کو علم ہے۔ بیان کروں۔ آپ بڑی لائق اور دیندار مشنری لیڈی تھیں۔ جس وقت آپ ولایت سے تشریف لائی تو پہلے پہل چنبہ میں خداوند کی خوش خبری سناتی رہیں۔ مابعد عرصہ آٹھ نو ماہ سے گجرات پنجاب میں خداوند یسوع مسیح کی خدمت کرنے کے لئے تشریف لائیں۔ چونکہ اس جگہ ایک مشنری لیڈی کی اشد ضرورت تھی جو زنان خانوں میں بائیبل ووَمنوں کے ہمراہ جا کر ربنا المسیح کی بشارت دے آپ نے اس جگہ کی خدمت کو منظور کیا اور چنبہ سے علیحدگی اختیار کی۔ آپ خداوند مسیح کے لئے بڑی غیرت مند اور سرگرم اور کمال درجہ کی ملنسار اور بڑی اعلیٰ اخلاق سے مالامال تھیں ؎

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا

آدمی بلبلہ ہے پانی کا

ابھی تھوڑے ہی دن گذرے تھے۔ کہ آپ نے گجرات شہر میں انجیل مقدس کی تعلیم دینی شروع کی تھی۔ مگر فلک سے اجل نے سر نکالا۔ اور عین عالم شباب میں آ دبایا۔ اے موت تیرا ڈنگ کہاں اے قبر تیری فتح کہاں۔ موت کا حرف اتنا بہانہ ہوا۔ کہ بائیں ہاتھ پر کسی شے نے کاٹ لیا۔ اسکا کاٹنا تھا کہ ہاتھ سوج گیا۔ جس نے اُن کو سخت تکلیف پہنچائی۔ بہت کچھ علاج معالجہ کیا۔ مگر کچھ بھی مرض میں افاقہ نہ ہوا۔ بلکہ اندرونی اعضا پر بھی اپنا اثر جما لیا۔ بالآخر مس صاحبہ موصوفہ کوہ مری کو تشریف لے گئیں۔ شاید وہاں جا کر صحت حاصل ہو جائے بدیں خیال ڈاکٹروں نے بہت کچھ علاج وغیرہ کیا۔ حتی کہ وہ اپریشن بھی کئے گئے۔ مگر تو بھی کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ بلکہ مرض رفتہ رفتہ ترقی کرتا گیا ٭

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

تین ماہ تک اس مرض ناگہانی میں مبتلا رہیں اور آپ نے اپنے مرنے سے پیشتر ڈاکٹر نیلسن صاحب اور اپنے ہم خدمت مشنری لیڈیان کو وصیت کی کہ میرا جنازہ ہرگز کوہ مری میں نہ کیا جائے۔ بلکہ میری نعش یہاں سے اٹھوا کر گجرات لے جاویں۔ اور مجھ کو دیسی مسیحیوں کے قبرستان میں مدفون کریں۔ چونکہ میں دیسیوں کی خدمت کرنے کے لئے آئی تھی۔ پس میں چاہتی ہوں۔ کہ دیسی مسیحیوں کے درمیان رہوں۔ لہٰذا بموجب مس صاحبہ مرحومہ کی وصیت کے ڈاکٹر صاحب موصوف پہاڑ سے میت لائے اور مشن ہاؤس میں نعش کو رکھا۔ کل مسیحی بہنیں اور بھائی غم و الم سے بھرے ہوئے جنازے کے پاس فراہم تھے ڈاکٹر صاحب نے چند ایک باتیں کلام ربانی سے نصیحت آمیز سنائیں اور بابو دیدار سنگھ صاحب نے دعا کی۔ بعدہ سب کے سب شہر خاموشاں کی طرف میت کو لے کر روانہ ہوئے۔ آگے قبرستان کے دروازہ پر ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر بھی موجود تھے۔ جن کو مسیحیوں کے ساتھ دلی ہمدردی ہے آپ بھی ماتم میں شریک ہوئے۔ بتاریخ

۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۹ء کو بوقت ۷ ½ بجے صبح میت گور میں رکھی گئی۔ اور ڈاکٹر صاحب نے دعا کی۔ اور برکت کے کلمے سنائے اور جنازہ دفن کیا۔ اب ہماری دُعا ہے کہ اُن کے خویش واقارب کو جو ولایت میں ہیں۔ اور ہم خدمت شرکی لیڈیوں کو جنکو اُن کی جدائی سے سخت صدمہ پہنچا ہے خداوند یسوع مسیح تسلی بخشے۔ اور توفیق عنایت کرے۔ کہ وہ مرحومہ کی مانند خداوند کی نقل کرتے رہیں ؛

راقـــــــــم

قاضی۔ الف۔ خ۔ اتل۔ مش

---

## کوریا کی سلف سپورٹ کلیسیائیں

کوریا کے ایک میتھوڈسٹ مشنری بنام پادری انڈروڈ صاحب ڈی۔ ڈی جاپان سے کوریا کو گئے تھے۔ وہ کوریا کی مسیحی کلیسیاؤں کی بابت ذیل کے الفاظ میں ذکر تے ہیں

"دس برس گذرے کہ کوریا میں صرف ایک پریسبٹیرین کلیسیا تھی جسمیں ستّو ممبر تھے۔ مگر اب اِس ملک کے مختلف حصوں میں.... ۲ سے زیادہ مسیحی ہیں جو باہم اکٹھے ہوکر خدا کی تعریف کیا کرتے ہیں۔.... ۲ سے زیادہ مرد اور عورتیں ہیں جنھوں نے اپنی تمام بت پرست عبادت کو برباد کردیا ہے اور اپنے بتوں کو ترک کردیا ہے اور اب اُسی واحد فی التثلیث خدا کی پرستش کرتے ہیں جسکی عبادت ہم کرتے ہیں۔ ایک پریسبٹیرین کلیسا سے.. ۳ سے زیادہ کلیسیائیں منکشف ہوگئی ہیں۔ اور سب سے بڑھکر تعجب کی بات یہہ ہے کہ شاید دو کلیسیاؤں کے سوائے رسب کلیسیائیں مطلقاً اور بالکل سلف سپورٹ ہیں۔

"اب میں کوریا کی مسیحی کلیسیاؤں کی تین بڑی بڑی خوبیوں کی بابت چند ایک الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔ یعنی پہلے اُنکی سرگرمی دوسرے انکی فیاضی تیسرے یہہ حقیقت کہ وہ دعا مانگنے والی کلیسیا ہے۔

"پہلے اُنکی سرگرمی۔ عین یہی حقیقت جس کا میں ابھی ذکر کیا تھا کہ اُن کلیساؤں میں سے ہر ایک کلیسا کلیتہً اور بالکل سلف سپورٹ ہے اُن لوگوں کی سرگرمی کے خیال کو تیپر بخوبی ظاہر کردے گی۔ کاشکہ وقت ہوتا کہ میں تمکو اُن گاؤں میں لے پھرتا جو دس برس ہوئے کہ مسیح کے نام کی بابت کچھ بھی نہ جانتے تھے آج وہ مسیحی ہیں ؛

آؤ میں تمہیں پہلے یلوی۔ پاونس کے ایک سوبلی دیہات پائین ٹری کی سیر کراؤں میں سب سے پہلے سنہ ۱۸۹۵ء میں وہاں گیا تھا۔ وہاں صرف ایک ہی مسیحی کلیسیا تھی۔ اور وہ بھی بچپن کی حالت میں چین میں ایک آدمی تھا جس نے انجیل کی بابت کچھ سنا تھا۔ وہ بت پرستوں کے ساتھ آیا اور اُن کے درمیان اُس نے سکونت اختیار کی۔ ایک دفعہ انہوں نے میرے پاس ایلچی بھیجے۔ وہ چھہ سات دن کا سفر کرکے میرے پاس آئے اور کہا :-

" ہماری تعداد بڑھ گئی ہے۔ اب ہم کسی پرائیویٹ گھر میں جمع نہیں ہوسکتے ہمیں ایک گرجے کی ضرورت ہے"۔

" میں نے کہا۔ میں یہہ خبر سُنکر بڑا ہی خوش ہوں" ؛

"اُنہوں نے کہا۔ ہمیں صرف اِس بات کی ضرورت ہے" ؛

"میں نے کہا میں اِس کو سنکر بڑا ہی خوش ہوں"

"اُنہوں نے کہا۔ مگر ہمیں اِس کی یک لخت ضرورت ہو۔ تھوڑی سی کشمکش کے بعد یہہ ظاہر ہوگیا کہ وہ چین میں بھی تھے اور انہوں نے یہہ بھی دیکھا تھا کہ مشن نے چین کے بعض مقامات میں گرجے بنا دیئے ہیں تب وہ آئے اور کہنے لگے"۔

کیا مشن ہمیں ایک گرجا نہ بنوا دیگی ؟

میں نے کہا۔ نہیں۔ تم اپنا گرجا آپ بناؤ۔ ہم تمہارے لئے گرجا نہیں بنا سکتے۔ کیا تمہارے پاس بہت سے درخت اور زمینیں اور پتھر ہیں ؟

"ہاں"۔

اور اگر تمہارے پاس کھپریل نہیں ہیں تو کیا تم اُنپر پھوس کے چھپر نہیں ڈال سکتے ؛

"ہاں ڈال سکتے ہیں"

"میں تمکو کسی قسم کی مدد نہیں دیسکتا ہوں۔ مگر میں یہہ بتلائے دیتا ہوں کہ میں کیا کرسکتا ہوں۔ میں آؤنگا اور کلہاڑا چلاؤنگا۔ بس یہی مدد میں تمکو دیسکتا ہوں" ؛

جب وہ واپس ہوئے تو بڑے ہی غمگین معلوم ہوتے تھے۔ وہ چھہ سات دن کا سفر کرکے آئے تھے اِس اُمید سے کہ ہمیں ایک گرجا مل جائیگا۔ مگر انکو صرف یہی کچھ ملا جسکا میں نے ذکر کیا۔ وہ یہہ خیال کرتے ہوئے واپس چلے گئے کہ ہم کچھہ نہیں کرسکتے۔ رفتہ رفتہ انہوں نے چندے کا کاغذ گھومایا۔ اور جس شخص نے اُس کاغذ پر پہلے پہل اپنا نام لکھا اُس کا نام ونگ کیم تھا۔ اُس نے درخت دینے کا وعدہ کیا۔ پھر ایک اور شخص نے اِس کاغذ کو دیکھا اور کہا۔ ونگ کیم کے درخت ایسے سیدھے نہیں ہیں جیسے کہ میرے درخت ہیں۔ آؤ اور میرے درخت لو۔ بعضوں نے کہا کہ ہم چاول دینگے اور بعضوں نے کہا کہ ہم جو دینگے اسی طرح اور لوگ بھی آئے انہوں نے کہا ہمارا پیشہ لکڑہارو کا ہے ہم اُن درختوں کو صرف کاٹ دینگے۔ اوروں نے کہا کہ ہم انکو گاڑی پر رکھکر گھر پہنچا دینگے۔ مگر انکو کوئی معمار نہ ملا۔ اُنہوں نے خیال کیا کہ ہم یہہ چاول اور جو بیچ دینگے اور معمار کو مزدوری پر بلا لینگے۔ پس وہ اِس وادی کے دوسری طرف ایک بوڑھے بت پرست کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ آؤ ہمارا گرجا بنا دو۔

"اُس نے کہا۔ گرجے سے تمہارا کیا مطلب ہے" ؛

" انہوں نے کہا کہ ہم ایک مندر بنانے لگے ہیں جہاں اُس خدائے عظیم کی عبادت کرینگے جس نے آسمان اور زمین اور سمندر کو اور تمام چیزوں کو جو اُن میں ہے بنایا ہے"۔ وہ بیچارا بوڑھا اس بات سے حیران ہوگیا ؛

باقی آیندہ

اڈیٹر





# واقعات و خبر دارئیں

**جاپانیوں کی گولہ اندازی۔** شاہزادہ ننکماتوف روسی جنرل کونٹ کیلر کی موت کے وقت موجود تھے۔ وہ اس درد انگیز سانحہ کو دل چسپ پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ جب ۱۸ر جولائی کو جاپانی توپ خانہ نے آگ برسانی شروع کی اور روسیوں کے دھوئیں اڑانے لگے تو جنرل مذکور اپنے مورچوں کی پڑتال کرنے تھے۔ ناگہاں انکو آگاہ کیا گیا کہ دشمن کی توپوں کا رخ آپ ہی کی جانب ہو گیا ہے اس وقت یہ ایک ایسے مورچے پر پہنچ چکے تھے جو بالکل بے پناہ اور کھلے مقام میں تھا پھر بھی خطرہ سے آگاہ ہو کر یہ گھوڑے سے نیچے آترے۔ اُترنا تھا کہ یک بیک ایک گولا آگ اور دھوئیں میں لپٹا ہوا اُن سے تین قدم کے فاصلہ پر گردش کرتا ہوا گذرا۔ اور اُس کے صدمہ سے جنرل بیتاب ہو کر گر پڑے۔ یہ دیکھکر ایک سارجنٹ مدد کو دوڑا اور انکو اُٹھانے لگا لیکن آواز آئی "مجھے چھوڑ دو" یہ فقرہ غالباً دم واپسین میں تھا اس لئے کہ سارجنٹ نے دوبارہ دیکھا تو انکا کام تمام ہو چکا تھا معلوم ہوتا ہے کہ گولا اُن کے برابر آتے ہی پھٹا انکے دو ٹکڑے انکے سر میں گھس گئے۔ اور تین چھاتی پر بیٹھے اس کے علاوہ جسم کے مختلف حصوں پر ۳۱ گولیوں کے زخم تھے جو گولے کے اندر سے نکلی تھیں اس سے ناظرین کو اندازہ ہو گا کہ جاپانی کس قدر اعلیٰ درجہ کے توپچی ہیں۔ اور کس بلا کے گولے تیار کرتے ہیں۔

(نیر اعظم)

**شرافت کی مٹی خراب۔** ہندوستانی شرفا کی حالت کیسی ابتر ہے اسکی بابت اخبار نیر کہ نے چھاونی میرٹھ سے ایک خبر شائع کی ہے۔ یہاں سے ایک شریف ہندوستانی کو بینک کے کام پر مسوری پہاڑ پر جانا تھا یہ بینک کا عہدہ دار ہے۔ وہاں سے واپسی میرٹھ کے لئے ایک پالکی کرایہ کی۔ اس پالکی کے مزدور وں کو ایک اور صاحب لینا چاہتے تھے۔ چنانچہ جونہی صاحب موصوف نے دیکھا کہ ایک ہندوستانی کوئے جاتے ہیں۔ اُنھوں نے حکم دیکر پالکی ٹھہرائی اور اپنے آدمیوں کو اشتعالک دی اور حکم دیا کہ ہندوستانی مذکور کی بے عزتی کریں چنانچہ اپنے فرنگی آقا کی صریح شہ پاکر اُنہوں نے اس شریف آدمی کی عزت کرنے میں کچھ کسر باقی نہ رکھی اُس کی تفصیل کرنا فضول ہے۔ ہندوستانی نے فرنگی کا نام معلوم کرنا چاہا تو اور تھپڑ حاصل کئے۔ اس کے بعد فرنگی مذکور کو معلوم ہوا کہ وہ ہندوستانی واقعی معزز اور با اثر آدمی ہے وہ چارہ جوئی کئے بغیر نہ رہیگا۔ چنانچہ یہ معلوم کرتے ہی فرنگی صاحب کوہ مسوری کے سرکاری افسر کے پاس گئے اور اُنکو رنج کے طور پر کل حقیقت سے مطلع کیا اور اُس شخص کے خلاف اپنا نقطہ خیال بیان کرکے عرض کی کہ اب وہ ہمارے خلاف میں عدالتی چارہ جوئی کیا چاہتا ہے۔ پھر کیا تھا افسر موصوف نے ہندوستانی مذکور کو اپنی کوٹھی پر طلب کیا اور اُس کو صاف صاف کہدیا کہ اگر فلاں فرنگی صاحب بہادر کے خلاف کوئی دعوے کیا جاویگا تو آیندہ کو تمہارا مسوری پہاڑ پر آنا بند کیا جاویگا۔ ہندوستانی معزز کے دلپر یہ خشک فقرہ سُنکر کیا بیتی ہوگی؟ اگر یہ مردی کا اثر خود ہی شانا اور مفقود کرنا نہیں ہے تو کیا ہے؟ کیا ان حرکات پر فخر کرنا چاہئے؟

**کرہ آفتاب ہماری زمین کیطرح آباد ہے۔** امریکہ کا ایک مشہور و معروف اسٹرونومر یعنے منجم مسٹی ینگ کہتا ہے کہ آفتاب ہماری زمین کی طرح آباد ہے اس کا بیان ہے کرہ آفتاب کے گرداگرد ایک ایسی ہوا کا خول ہے جسکی قوت کہربائی و حرارت میں مادہ سلبیہ موجود ہے آفتاب کہربائی قوت کا مرکز ہے جسکی طرف مدام بجلیوں کی لہروں کے دریا و ندیاں بہتی رہتی ہیں جب بجلیاں اُس ہوائی کرہ میں پہنچتی ہیں تو مادہ سلبیت کے باعث آگے نہیں جاتے ہیں بلکہ اُسی کرہ ہوائی میں چلتی رہتی ہیں یہ وہی بجلیاں ہیں جو ہوائی کرہ میں درخشاں ہو کر کرہ کی شکل میں نظر آتی ہیں اور آفتاب اُس ہوائی کرہ کے درمیان بہت دور واقع ہے اور آباد ہے۔

(ٹائمز آف انڈیا۔ ۱۲ر جولائی ۱۹۰۸ء)

**ہندوستان میں** جو قدیم سکہ مرّجہ گھسکر کم وزن رہ جاتا ہے اس کو ٹکسال میں واپس پاکر گلا دیتے ہیں۔ ۱۸۳۵ء اور ۱۸۴۰ء کا سکہ بھی اسی طرح واپس کیا جاتا ہے جائز طور پر اسکی گھسائی سے بقدر چار فی صدی کے وزن گھٹ سکتا ہے۔ چنانچہ یہ بات قرار دی گئی ہے کہ سنین مذکور بالا کا جو روپیہ بقدر چار فی صدی کم وزن ہو گا وہ پوری قیمت پر واپس لیا جاویگا۔ جس روپیہ کا وزن چار فی صدی سے زیادہ اور دس فیصدی کے اندر کم پایا جاویگا اُس روپیہ کے عوض میں سرکاری خزانہ بجائے سولہ کے ساڑھے چودہ آنے پھیر دیگا۔ فی روپیہ ڈیڑھ آنہ کاٹ لی جاویگی۔ لیکن جس روپیہ کا وزن دس فیصدی سے بھی زیادہ گھٹا ہو گا وہ مالک کے سامنے ہی توڑ ڈالا جاویگا اور وہ شکستہ چاندی مالک کو واپس دیجاویگی۔ اس سے پہلے سوا چھ فی صدی تک کمی جائز سمجھی جاتی تھی لیکن اب صرف چار فی صدی کی کمی کافی سمجھی گئی ہے جیسا کہ متواتر تجربات سے ثابت کیا گیا ہے۔

**جو لوگ ریشم پیدا کرتے ہیں۔** وہ سائنس کے عجیب و غریب تجربے کر رہے ہیں۔ چنانچہ اُن کو اس بات کا خیال آیا۔ کہ اگر ریشم رنگدار رنگا یا ہی پیدا ہوا کرے تو کیا اچھی بات ہو۔ آخر انہوں نے عقل دوڑانی شروع کی اور پہلے ہی تجربے میں مختلف انگریزی ادویہ اور پتوں کے ذریعہ سے جو رنگ بنانے کے کام آتے ہیں۔ ریشم کے کیڑوں کی خوراک بنائی۔ پھر کیڑوں نے بھی رنگ بدلنا شروع کر دیا۔ اور سرخ۔ نیلا۔ نارنجی اور سفید رنگ کا ریشم قدرتی طور پر پیدا ہونے لگا۔

**برٹش** اولوالعزمی کو صد آفرین ہے کہ قطب جنوب کی طرف جو ایک دخانی جہاز دو سال قبل روانہ کیا گیا تھا وہ جہاز ڈسکوری بخیریت تمام ولایت میں واپس آیا۔ یہ جہاز قطب جنوب کے قریب تر پہنچنے میں سب سے زیادہ کامیاب پایا گیا۔ پچھلی مرتبہ جہانتک پہنچ چکے تھے اُس سے بھی چار

سومیل آگے تک پہنچا۔ وہاں رستہ بالکل منجمد تھا۔ یخ کی زمین سطح سمندر پر اتنی موٹی تھی کہ پہاڑ گیا ہو گئے خدا کی قدرت کا عجیب نظارہ ہے۔ اس جہاز کی واپسی اور کامیابی پر خوشیاں منائی جاتی ہیں حضور شاہ قیصر اس علمی کوشش کی یادگار میں ایک خاص تمغہ سکوک فرمائینگے۔ اس عرصے میں جو حالات قلم بند کئے گئے ہیں علمی انجمنوں کی مجالس میں درجہ وار ظاہر کئے جاوینگے ۔

جاپانی عورتوں کی تعلیم و تربیت کا یہ مدعا ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے شوہروں کو آرام دیں۔ اور نہ صرف شوہر کے سسرال کے تمام آدمیوں کی عزت اور ادب کرنا ان کا فرض ہے۔ ان کو سکھایا جاتا ہے کہ اپنی تکلیف کو کس طرح پوشیدہ رکھیں۔ ان کو سینا پرونا اور کھانا پکانا سکھایا جاتا ہے ۔

ملک ناروے میں لکڑی کے بجائے پرچھائی کا کام ہوتا ہے۔ اور اکثر تصویریں بھی اسی پر کھینچی جاتی ہیں ۔

# اشتہارات

## پرسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

### اطلاع دیجاتی ہے

کہ پرسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے۔ تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حلفانہ شہادت ہو چکی ہے۔ گزشتہ برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دیدیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ بطور پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور سے بیمہ نہیں دیتا۔ اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے ۔ درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں ان دوستوں کے نام اور پتہ جو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہوں ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ۔

المشتہر

پادری ڈاکٹر جے۔ کلارک منیجنگ ڈائرکٹر

سہارنپور

---

# دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ مع ضمیمہ ۲؎

قیمت سالانہ مع محصولڈاک ۲؎ ۸؍ ۲؎ ۸؍

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی

# شرح اجرت اشتہارات

| مقدار اشتہارات | سہ ماہی | ششماہی | سال تمام |
|---|---|---|---|
| چوتھائی کالم | ہے | ے | عہ |
| نصف کالم | ے | عہ | عـہ |
| پورا کالم | عہ | عـہ | عـہ |
| پورا صفحہ | سہ | صہ | صہ |

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ہر لیکن ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ۔

# نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ۔

# سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ

" " " مع محصول عہ ۸؍

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق برائے سکول صہ

# نئی اور دلچسپ کتابیں

مطبوعہ کرسچن لٹریچر سوسائٹی

| | | |
|---|---|---|
| ویدوں کی دیوتا پرستی | ۷۰صفحہ | ۳ پائی |
| وشنو سکوس سکوس اوتار | ۱۲۹ | ۱؍ |
| نیز نتہ ... | ۳۲ | ۶ پائی |
| ویدوں کی قربانیاں اور شرحاوے | ۴۰ | ۴ |
| ویدوں کی ادبیت و ماہیت | ۱۶ | ۴ |
| تشریح تاصون | ۴۲ | ۹ |
| جھوٹی و سچی خیرات | ۱۶ | ۴ |
| انگریزوں کے خانگی حالات باتصویر | ۱۴۰ | ۴؍ |
| انگلستان کی مختصر تاریخ " | ۹۶ | ۱؍ |
| جاپان ... " | ۹۲ | ۲؍ ۶ پائی |
| سیر ہندوستان " | ۱۵۲ | ۶؍ |
| شریف بیبیان " | ۸۰ | ۲؍ ۶ پائی |
| ژنبیوں کا اتفاقی وطن | ۵۰ | ۱؍ |
| مسیحی مذہب کے ابتدائی حالات | ۱۳۴ | ۴؍ |
| صفائی کی ضرورت | ۲۹ | ۳ پائی |
| آئندہ زندگی کیا دائمی یا ابدی زندگی ہے | ۶۶ | ۱؍ |
| بچوں کی پرورش | ۱۶ | ۳ پائی |
| مہارانی وکٹوریا رنگین تصاویر | ۲۰ | ۱؍ |
| قدیم رومیوں کا تذکرہ باتصویر | ۱۰۸ | ۱؍ |
| پرستش حیوانات | ۱۶ | ۳ پائی |
| حکایات باتصویر بچوں کے لئے | ۸۸ | ۱؍ |
| کشف الحقائق۔ مسیحی دین کے عقلی ثبوت | ۹۱ ۲ ۶ | ۸؍ |
| مسیح کی تعلیم | ۱۹ ۲ ۶ | ۴؍ |

حضرت محمد سقراط جیسیں حکیم سقراط اور فلسفہ یونان کا حال بھی درج ہے ۸؍

روما۔ انگریزی کی آتشزنی۔ قیصر نیرو کے زمانے یعنی پہلی صدی مسیحی کا ایک تاریخی ناول۔ ۲۱۸ صفحہ ۶؍

طیطس یعنی رفیق صلیب ایک قصہ کے پیرائے میں خداوند مسیح کی زندگی اور موت کے حالات۔ ۳ صفحہ ۶؍

یوریاس نگاستی چوتھی۔ چوتھی صدی مسیحی کا قصہ ۸؍

سورج چاند ستارے۔ علم ہیئت کا رسالہ باتصویر ۸؍

الیڈا اور اڈسے کا قصہ معہ تذکرہ ہومر ملک الشعراء کے یونان و یونانیوں کا علم الاصنام ...... ۴؍

درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی لاہور کے نام آنی چاہئیں

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی اڈیٹر و منیجر نور افشان کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم داکی کے اہتمام سے چھپا